مثنوی سفر امام حسینؑ تا ورود کربلا

محترمہ پروین کجکلاہ طہرانی

پہنچا کعبہ میں جب یہ نور الٰہ — شہر کا شہر ہو گیا آگاہ

تا در شہر بہر استقبال — سب امیر و غریب اور خوشحال

آئے اور آ کے عرض کی آقا — آج ہم سب کا ہے نصیب کھلا

آئے اس شہر میں جو ابن رسولؐ — دعوتیں کیجے خادموں کی قبول

اب ہمیشہ یہیں رہیں آقا — مدعاء ہے یہ جاں نثاروں کا

الغرض شہؑ نے واں قیام کیا — اپنے رہنے کا انتظام کیا

چند ہی روز تھے ابھی گزرے — نامے آنے لگے یہ کوفے سے

ترک جب کر چکے وطن آقا — پھر تو یکساں ہے کوفہ و مکہ

خادم اس جا پہ ہیں سبھی بے چین — چاہتے ہیں یہاں پہ آئیں حسینؑ

ہیں امامؑ زمانہ شاہ ہدا — اپنی بیعت میں لیں برائے خدا

ہم ہیں گمراہ راہ دکھلائیں — جلد تشریف اب یہاں لائیں

سیکڑوں وعدے اور قسمیں تھیں — تا کہ آجائے شاہِ دیںؑ کو یقیں

آخرش شہؑ نے ایلچی اپنا — بدلے نامہ کے کوفے بھیج دیا

ایلچی بھی وہ ایلچی بخدا — جس کا ثانی ہوا نہیں پیدا

کوفہ شہؑ کا سفیر آ پہنچا — آتے ہی اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا

شان دکھلائی یوں ارادت کی — دست مسلمؑ پہ سب نے بیعت کی

پایا مسلمؑ نے سب کو نیک خیال — لکھا نامہ میں شاہؑ دیں کو حال

اور پھر یہ بھی کر دیا تحریر — لائیں تشریف آپ بے تاخیر

حاکم شام کو ملی یہ خبر — اپنے جامہ سے ہوگیا باہر

آخرش مشورہ یہ ٹھہرایا — نامہ ابن زیاد کو لکھا

جلد کوفے میں جا کے کر تو قیام — اور مسلمؑ کا کر دے کام تمام

اہل کوفہ بدل نہ جائیں کہیں — اور ہو جائیں شہؑ کے زیرِ نگیں

پھر نہ یہ تخت اور نہ ہو گا تاج — ابن حضرت علیؑ کا ہوگا راج

یہ نہ سمجھا سیاہ رو افسوس
یہ نہ سوچا وہ زشت خو افسوس

یہ رسولؐ خدا کے نور نظر
جن کی نظروں میں لعل اور گوہر

سنگ ریزوں سے بھی تو کمتر ہیں
دین و عقبا کے یہ تو سرورؑ ہیں

ان کو دل چسپی اہل دنیا سے
صرف احکام دیں کی حد تک ہے

اس کے احکام کی ہوئی تعمیل
ہوئے کوفے میں قتل ابن عقیلؑ

دونوں معصوم بھی ہوئے مقتول
خاک میں مل گئے عقیلؑ کے پھول

نامہ مسلمؑ کا پڑھ کے شاہؑ دیں
بولے عباسؑ سے کہ ماہ جبیں

کوچ کی یاں سے کیجے تیاری
جا کے احکام کیجئے جاری

آٹھ ذی الحجہ تھی جو کعبہ سے
شاہؑ مظلوم سمت کوفہ چلے

اہل کعبہ نے جب کیا یہ سوال
ہے کہاں کا حضور دل میں خیال

قصد جانے ہی کا ہے گر آقا
حج تو کر لیجے اس میں دیر ہے کیا

کہا سرورؑ نے تم کو دوں میں خبر
کہ ہے دشمن معاویہ کا پسر

قتل پر ہے مرے تلا بیٹھا
قاتلوں کو یہاں بھی ہے بھیجا

اس زمیں پر جو خوں گرے گا مرا
رہ سکے گی نہ حرمت کعبہ

ہم پہ ہے فرض حرمت کعبہ
ہم سے قائم ہے عزت کعبہ

میری نظروں میں ہے وہ سب منظر
جو ہے لکھا ہوا سر دفتر

پورا ہوگا جو ہو چکا ہے رقم
سمت کوفے کے جارہے ہیں ہم

یاں بھی شاہؑ زمن نے سمجھا کر
بھیجا ان سب کو آخر ان کے گھر

دور کعبہ کا آستانہ ہوا
قافلہ شاہؑ کا روانہ ہوا

قافلہ بھی وہ قافلہ پر نور
جس کے سالار خود تھے شاہ غیور

تھے جواں کچھ تو کچھ مُسِن ہمراہ
شکلیں وہ نور کی خدا آگاہ

وہ جواں پر شباب جس کا شباب
جس کا عالم میں ہو سکا نہ جواب

وہ شریعت کی ان پہ رعنائی
صوم و صلوٰۃ کی وہ زیبائی

نور ایماں نثار چہروں پر
دین حق کا وقار چہروں پر

وہ علی کے شباب کی تصویر
یعنی عباسؑ بازوئے شبیرؑ

بی بی زینبؑ کی گود کا پالا
وہ جواں بخت گیسوؤں والا

شکل میں ثانی رسولؐ اللہ
حسن سے خیرہ جس کے سب کی نگاہ

گلشن خلق کا گل خوشتر
یعنی قاسمؑ نشانئ شبرؑ

کچھ جوانی تھی اور کچھ بچپن
ہو بہو دوسرا امام حسنؑ

چار تھے اور علیؑ کے نور نظر　　حسن میں اک سے ایک تھا بہتر
دو تھے فرزند ثانی زہراؑ　　ایک نو سال کا تھا اک دس کا
ایک تیور میں حیدرؑ کرار　　دوسرا شکل جعفرؑ طیار
چند بچے تھے ان سے بھی چھوٹے　　علیؑ اصغرؑ تو شیر خوار ہی تھے
گھوڑے وہ پرشکوہ نیک خرام　　ان پہ جلوہ فگن یہ لالہ فام
موج اک نور کی تھی لہراتی　　شان اللہ تھی نظر آتی
قافلہ شاہؑ کا بہ عزو جاہ　　طے بہ ایں شان کر رہا تھا راہ
وہ کڑی دھوپ اور وہ صحرا　　جس میں چشمہ نہ کوئی تھا دریا
منزلوں تھا شجر نہ سایہ دار　　تپتا میداں تھا خشک تھے کہسار
نظر آتا تھا آتشیں منظر　　تھے زبانیں نکالے اسپ وشتر
بی بیوں کی سواریاں ہمراہ　　ساتھ اسباب خیمہ و خرگاہ
دین و ایماں پہ تھے جو دل سے نثار　　ساتھ تھے شاہؑ کے وہی انصار
کچھ کنیزیں بھی کچھ غلام بھی تھے　　اور خدام نیک نام بھی تھے
اسی صورت سے بے کل و بےچین　　جارہے تھے نبیؐ کے نورالعین
ثعلبیہ پہ جب کیا تھا قیام　　ماہ ذی الحجہ ہو چکا تھا تمام
وہیں شہؑ کو ملے، زہیر قینؑ　　ہوئی تھی ابتدائے شور وشین
وہیں شہؑ پر گرا تھا کوہ غم　　وہی پہلی تھی مجلس ماتم
قتل مسلمؑ کی آئی تھی جو خبر　　سخت مضطر تھے شاہ بحروبرؑ
پوری حالت وہاں کی تھی جو سنی　　راہ کوفے ہی کی بدل ڈالی
آخرش یاں سے بھی اٹھائے خیام　　ہوئے آگے روانہ شاہؑ انام
راہ میں کچھ سوار آئے نظر　　جو کہ تشنہ لبی سے تھے مضطر
مر رہے تھے پیاس سے وہ سب　　جانور تک تھے سارے تشنہ لب
شہؑ سے دیکھا گیا نہ ان کا حال　　بولے عباسؑ سے بہ لطف و کمال
سنتے ہو ابن ساقئ کوثر　　تشنگی سے ہے سب کا حال ابتر
شان بابا کی اپنے دکھلاؤ　　ان کو بلوا کے پانی پلواؤ
ہو چکے جب وہ سب کے سب سیراب　　ختم مشکوں کا ہو چکا سب آب
سمت منزل ہوئے روانہ امامؑ　　تھام لی حر نے اسپ شہؑ کی لجام
کہا حضرت نے کیا خیال کیا　　کس لئے میرا راستہ روکا
حر نے گردن جھکا کے جوڑ کے ہاتھ　　عرض کی شہؑ چلیں غلام کے ساتھ

ہیں یہ ابن زیاد کے احکام — دوسری سمت جا سکیں نہ امامؑ
ہیں مرے ساتھ ایک ہزار سوار — جو کہ آئے ہیں برسر پیکار
اس سے حاصل بھی کیا ہے ابن رسولؐ — کوئی قاتل ہو اور کوئی مقتول
مختصر کر کے اپنا طول کلام — کہا حضرتؑ نے حرِّ نیک انجام
جنگ سے کام کیا مسافر کو — ہے مناسب کہ راستہ دے دو
ہم چلے جائیں سمت ہندوستان — اپنے حاکم کا کر دو اطمینان
ہم کو کیا کام اس حکومت سے — ہم بسرواں کریں گے عزت سے
حر نے آنکھوں میں اشک بھر کے کہا — میں ہوں مجبور کیا کروں مولاؑ
یاں سے جائیں نہ اور سمت کہیں — اب تو کوفے چلیں امامؑ دیں
آخر اس کا نتیجہ یہ نکلا — قافلہ نزد کربلا پہنچا
ہے محرم کی دوسری ارقام — کربلا میں کیا جو شہؑ نے قیام
ختم آخر کو ہوگئی منزل — خیمے برپا ہوئے لب ساحل
بیٹھا کرسی پہ جب علیؑ کا لال — موجیں اٹھیں برائے استقبال
لب ساحل عزیز اور انصار — اپنے آقا کی دیکھتے تھے بہار
سب زمیندار کربلا آئے — نذریں خدمت میں شاہؑ کے لائے
لے کے شہؑ نے زمین مول ان سے — ان کو دینار ساٹھ ہزار دیئے
پھر انہیں بخش کر زمیں یہ کہا — اس غرض سے تمہیں ہوں میں دیتا
تا قیامت یہیں رہیں گے ہم — اس میں تھوڑی زمین لیں گے ہم
ہم شہیدوں کے ہوں گے اس میں مزار — کچھ عزیزؑ اور ہوں گے کچھ انصارؑ
شرط اک اور بھی یہ یاد رہے — میرے زائر یہاں پہ آئیں گے
تین دن ان کو رکھنا تم مہماں — مجھ پہ ہوگا تمہارا یہ احساں
سن کے یہ حال وہ ہوئے غمگیں — عرض کی پھر یہ سب نے شاہؑ دیں
نام ہے اس زمیں کا کرب و بلا — شہؑ نے کیا سوچ کر پسند کیا
خیر جو مرضیٔ شہؑ والا — ہو گی تعمیل حکم کی آقاؑ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۴۲۸ محرم ۱۳۸۵ھ